OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 6, Issue 1 (January-March 2023)

قرآن کریم میں انبیاے کرام کی ابتلاء کے نظائر

Precedents to Prophets' Temptations in the Holy Quran

Zarmina Hafeez

Doctoral Candidate Islamic Studies, The University of Faisalabad

Prof. Dr. Matloob Ahmed

Head, Department of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad

Abstract

Allah subjected all the Prophets to trials and made these trials a source of forgiveness and pride for them, elevation of ranks, and the achievement of closeness. The people who come later should learn from their righteous behavior. It is not necessary that the trials come only on a sinful servant, rather, Allah Almighty causes His close ones to undergo trials so that their faith becomes more mature and that they learn to be grateful in every situation. All the prophets were subjected to trials, but they all proved to be perfect believers. They did not complain to Allah Almighty and were not ungrateful, because they promised themselves to suffer in the pleasure of their Lord, but Whenever any pain came to them, they said, "Our Lord, You are our Creator and Lord, We and all our wealth is from you, If you take it back, there must be some wisdom or expediency on your part, so

CC BY

make us among your grateful servants. His humility and trust made them more honorable and closer to his Lord.

Keywords: Trail, Prophets, Tribulations, Hardships, Martyred, Migration, Sacrifice, Disease, Patience, Nearness, Almighty

تمہید

اللہ رب العزت نے دنیا میں کئی ہزار انبیاء کرام مبعوث فرمائے۔ان سب کی بعثت کا مقصد بھولے اور بھٹکے لوگوں کو اس راہ کی طرف رہنمائی کرنا تھا جس کے لئے خالصتا اللہ تعالی نے انسان کو پیدا فرمایا ہے۔زمین پر جیسے ہی انسانوں کی تعداد میں اضافہ ہونا شروع ہوا انہیں رہنمائی کی ضرورت پیش آئی کیونکہ ہر انسان کی الگ ذہنیت ہوتی ہے کوئی بندہ نرم مزاج ہوتا ہے اور کوئی سخت مزاج۔مختلف طبیعت کے لوگوں کی تربیت کے انداز بھی مختلف اپنائے گئے ہیں۔ان سب کی تربیت کے لئے اللہ کریم نے انبیاء کرام کو مختلف زمانے، وقت اور ادوار میں مختلف اقوام کی تربیت کے لئے مقرر فرمایا۔ان کی مزید تربیت اور کردار سازی کے لئے انبیاء کرام کے اسوہ کو ان کے لئے بطور نمونہ پیش کیا۔اسی لئے انبیاء کرام کو طرح طرح کی ابتلاء و آزمائش اور مصائب و مشکلات سے آزمایا گیا۔ان مصائب میں انبیاء کرام نے جس صبر اور استقامت کا مظاہرہ کیا ساری دنیا کی عبرت و نصیحت اور استقامت کے لئے محفوظ کر دیا گیا۔انبیاء کرام کی ابتلاءات تذکرہ تینوں الہامی ادیان کی کتابوں میں کیا گیا ہے اس بات پر تمام آسمانی مذاہب کا اتفاق ہے کہ انبیاء کرام کو ابتلاءات کا سامنا رہا شارح نے ان آزمائشوں کے بہت سے مقاصد تورات، زبور، انجیل اور قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں۔کچھ انبیاء کرام کو روحانی ابتلاءات کا سامنا رہا، کچھ کو جسمانی آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور معاشرتی ابتلاءات کا سامنا تقریبا سبھی انبیاء کرام کو رہا۔کچھ پیغمبروں کو ایک ہی دفعہ آزمایا گیا اور کچھ کو کئی بار آزمائشوں کا سامنا رہا اور بعض کی ساری زندگی ہی آزمائشوں میں گزر گئی۔ان کی پیدائش سے وصال تک مصائب و مشکلات نے انہیں گھیر کر رکھا اور انہوں نے ہر حال میں اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور اپنے مشن پر چٹان کی طرح ڈٹے رہے۔یہ ابتلاءات معمولی سی بیماری کی صورت میں بھی آئی اور مہلک اور تکلیف دہ بیماری کی صورت سے لیکر عزوا قرباء کی جدائی تک ہیں۔انبیاء کرام کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ دنیا میں جتنی سخت اور خطرناک آزمائشوں میں انبیاء کرام کو مبتلا کیا گیا ان سے عام انسان کو کبھی واسطہ نہیں رہا۔ان کی یہ مشکلات اور آزمائشیں بندوں کی رہنمائی کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔کیونکہ جب انسان پر مصائب آتے ہیں تو وہ بے صبر اور تند مزاج ہو جاتا ہے۔اسی لئے انبیاء کرام کی سیرت ہمارے لئے محفوظ رکھی گئی ہے تاکہ جب بھی کسی پر مصیبت آئے وہ انبیاء کرام کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرے اور بے یقینی کی کیفیت سے محفوظ رہے۔حضرت آدم علیہ السلام کی آزمائش نے انہیں زمین پر ہجرت کروائی، حضرت ابراہیمؑ کی آزمائشیں بہت سخت تھیں کبھی ہجرت کا حکم ہوا تو کبھی بیٹے کی قربانی کا انہی

مصائب پر صبر انہیں خلیل اللہ کا لقب عنائیت فرمایا۔ حضرت یوسفؑ کو چالیس سال کی طویل مدت تک اپنے عزو اقرباء سے دور رہنا پڑا، حضرت موسیٰؑ کی ابتلاء قبل از ولادت سے لیکر قرب وصال تک جاری رہی۔ بہت سے انبیاء کرام کو بے دردی سے شہید کر دیا گیا، نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی ساری حیات طیبہ ابتلاءت میں گزری لیکن ان کی یہ ابتلاءت ان کے لئے قرب الٰہی اور اعلیٰ درجات کے حصول کا باعث بنی۔

معنی و مفاہیم

عام طور پر ابتلاء سے مراد امتحان لینا، جانچ کرنا، جائزہ لینا اور پرکھنا لیا جاتا ہے۔ لفظ ابتلاء قرآن کریم کی متعدد آیات میں آیا ہے۔ جن سے مختلف معنی بھی اخذ کئے گئے ہیں اور بعض آیات قرآنیہ میں اس لفظ سے ایک ہی معنی یعنی جانچ بھی مراد لئے گئے ہیں۔ بہت سے اہل لغت نے اس لفظ کے الگ الگ معنی بیان کئے ہیں۔[1]

ابتلاء کے لغوی معنی

لفظ ابتلاء عربی زبان سے اسم مشتق ہے جو ثلاثی مزید فیہ کے باب افتعال سے مصدر رہے اور اردو زبان میں حاصل مصدر کے طور پر بولا جاتا ہے۔ یہ بلاء کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی مصیبت، آتا ہے،" بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ "اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔(2) وابتلو، یعنی آزماتے رہو، لفظ ابتلاء کے مختلف صیغے بھی قرآن کریم میں بیان کئے گئے ہیں۔ بلونا، یعنی آزمایا ہم نے، ونبلونکم یعنی ہم تمہیں مبتلا کریں گے۔ واذ ابتلی ابراہیم "اور جب ہم نے ابراہیم کو آزمایا۔(3) لغت میں ابتلاء سے مراد امتحان، شامت، پرکھ، جانچ، آزمائش، بلا، تکلیف اور مصیبت لئے گئے ہیں۔[4]

ابتلاء کے اصطلاحی معنی

لفظ ابتلاء مختلف صیغوں کے تحت آیا ہے۔ تمام آیات میں اس کے معنی کہیں مترادف اور کہیں تھوڑی کمی زیادتی کے ساتھ مختلف بھی ہیں۔ لیکن زیادہ تر ابتلاء کا مفہوم آزمائش، ہی بیان کیا گیا ہے۔ اس لفظ کے حقیقی معنی تک رسائی حاصل کرنے کے لئے قرآن کریم سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

ابتلاء کا مفہوم از روئے قرآن

قرآن کریم میں لفظ ابتلاء 37 مختلف مقامات اور جگہوں پر آیا ہے۔ ان آیات مبارکہ میں سے زیادہ تر آیات میں اس لفظ کے معنی ایک جیسے ہی بیان کئے گئے ہیں۔ بہت کم آیات ایسی ہیں جن میں یہ لفظ مختلف معنی میں بیان کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے:
وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ(5) "اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں آزمائش کے لئے مبتلا کرتے ہیں، اور تم ہماری ہی طرف پلٹائے جاؤ گے" وَاِذِ ابْتَلٰى اِبْرَاهِيْمَ رَبُّه بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ (6) "اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو اس نے انہیں پورا کیا" اس آیت مبارکہ میں پیغمبر ابراہیمؑ کی حیات طیبہ میں جتنی آزمائشیں آئی ان کا ذکر

کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی کی طرف سے بھیجی گئی تمام آزمائشوں میں کامیاب رہے۔وَفِیْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ (7)" اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی" اس آیت مبارکہ میں حضرت موسیؑ کی قوم بنی اسرائیل کے بارے میں بیان کیا گیا ہے جب فرعون ان کے بیٹوں کو قتل کروادیتا تھااور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا یقینا یہ ان کے لئے بہت سخت آزمائش تھی۔ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ مُبْتَلِیْكُمْ بِنَھَرٍ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ (8)" بے شک اللہ ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرے گا جس نے اس نہر کا پانی پیا وہ میرا نہیں" اس آیات مبارکہ میں قوم طالوت کی آزمائش کا ذکر ہے جب اللہ نے انہیں کسی نہر کے پانی سے منع کیا سخت گرم موسم میں پانی سے خود کو روکے رکھنا بہت بڑی آزمائش ہے۔مذکورہ بالا تمام آیات مبارکہ میں لفظ ابتلاء آیا ہے جس کے معنی آزمائش ہی بیان کئے گئے ہیں۔مفسرین کرام نے ابتلاء سے مراد آزمائش ہی بیان کیا ہے۔یعنی لفظ ابتلاء کا مفہوم آزمائش ہی ہے۔اور ابتلاء انبیاء کرام سے مراد پیغمبروں کو جن سختیوں، مصائب اور مشکلات کا دنیا میں سامنا رہا وہ سبھی ابتلاءات تھیں جن میں کامیابی کے بعد انہیں معرفت الہی حاصل ہوئی۔

قرآن کریم میں ابتلاء کے نظائر

اللہ رب العالمین نے قرآن کریم میں ابتلاء انبیاء کرام کا ذکر کیا کیونکہ یہ زندگی کی حقیقت ہیں جن میں انسان کو معمولی ابتلاءات کا سامنا بھی رہتا ہے اور غیر معمولی کا بھی لیکن کوئی بھی بندہ اس مرحلے سے بچا نہیں ہے۔فرمان الہی ہے: اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ہُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ (9)"کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ (صرف) ان کے (اتنا) کہنے سے کہ ہم ایمان لے آئے ہیں چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی" ہر بندے کا ان ابتلاءات کے بارے میں الگ نظریہ ہے۔سیکولر ذہنیت کے لوگوں کے لئے یہ ابتلاءات تکلیف دہ اور مشکلات سے بھرپور ہیں لیکن مومن کے لئے قرب الہی کا ذریعہ ہیں۔یہ ابتلاءات بندے کا رب سے تعلق مضبوط کرنے کا وسیلہ بنتی ہیں۔جب انسان ابتلاءات پر صبر کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کے صبر کے بدلے میں بہت اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔یہی آزمائش انسان کے گناہوں کے کفارے کا باعث بن کر اسے جنت میں اعلی مقام عطا فرماتی ہے۔ فرمان الہی ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ؕ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ (10)"اور ہم تمہیں کسی نا کسی طریقے سے ضرور آزمائیں گے، دشمن کے ڈر سے بھوک سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے" اس آیت مبارکہ میں ان تمام چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے جن جن سے انسان کی آزمائش کی جاتی ہے۔فرمان الہی ہے کہ ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور یعنی کوئی انسان بھی آزمائش کے دائرے سے باہر نہیں ہے اور یہ انسانی زندگی کی حقیقت ہے کہ ہر انسان آزمایا جائے گا کسی کو مال کی زیادتی سے آزمایا جائے گا اور کسی کو مال کی کمی سے کسی کو رزق کی کمی سے آزمایا جائے گا تو کسی کو رزق کی فراوانی سے آزمایا جائے گا۔مال ودولت کی زیادتی بھی انسان کے لئے آزمائش ہے۔کیونکہ مال و دولت انسان کو مغرور اور خود غرض بناتا ہے اس لئے بندے کو اس بات پر غور کرنا

چاہیے کہ جس رب نے یہ دولت عطا کی ہے وہ اسے واپس بھی لے سکتا ہے۔اسی بات پر توجہ کرتے ہوئے اس مال میں سے انسانیت کی بھلائی کے لئے کچھ خرچ کرے۔اس سے مخلوق خدا کا بھلا ہو گا اور انسان دنیا میں باوقار اور آخرت میں غنی لوگوں میں شمار ہو گا۔ کبھی انسان کو مال کی کمی سے آزمایا جاتا ہے کیونکہ زندگی کی محرومیاں انسان کا ایمان کمزور کر دیتی ہیں لیکن صاحب ایمان کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ کسی بھی حال میں رحمت الٰہی سے ناامید نہیں ہوتے۔ کبھی بندے پر ایسا وقت آتا ہے کہ اسے کسی بات کا خوف لاحق ہو جاتا ہے اور یہ ڈر اسکے ایمان کی بنیاد کو کمزور کر دیتا ہے۔اس آیت مبارکہ میں وہ تمام ذرائع مذکور ہیں جن سے انسانوں کی آزمائش کی جاسکتی ہے کیونکہ کسی انسان کے لئے رشتے اہمیت رکھتے ہیں اور کسی کے لئے مال و دولت اہم ہوتا ہے سو اللہ تعالیٰ ان تمام دنیاوی اشیاء کی کمی اور زیادتی سے انسان کو آزماتا ہے۔ایک اچھے انسان کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ ہر حال میں صبر کرتا ہے اور توکل علی اللہ کا دامن کبھی ہاتھ سے جانے نادیا اور رضائے الٰہی کو اپنا شعار بنایا: الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ ۟ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ([11])"جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں: بیشک ہم بھی اللہ ہی کا(مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے پے در پے نوازشیں ہیں اور رحمت ہے، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں" مومنین کا یہ شیوہ رہا ہے کہ جب بھی ان پر کوئی آزمائش یا مشکل آئی انہوں نے صبر کے ساتھ اسے برداشت کیا کیونکہ کوئی بھی مصیبت اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی کے بغیر نہیں آتی اسی لئے وہ راضی بہ رضا رہتے ہیں اور ان کے اس صبر کے اجر میں اللہ تعالیٰ انہیں دنیاوی وقار اور آخرت میں سربلندی عطا فرماتا ہے۔

احادیث میں ابتلاء کا ذکر

حدیث نبویہ شریعت اسلامیہ کا دوسرا بڑا ماخذ ہے قرآن کریم میں کچھ مسائل کی وضاحت موجود نہیں تو ان مسائل کی وضاحت احادیث مبارکہ سے لی جاتی ہے۔بہت سی احادیث مبارکہ ایسی ہیں جن میں ابتلاءات کی توجیہ و توضیح بیان کی گئی ہے۔فرمان نبوی ﷺ ہے: فعن أبي سعيد وأبي هريرة -رضي الله عنهما- عن النبي -ﷺ- قال: "ما يصيب المسلم من نَصَب، ولا وَصَب، ولا هم، ولا حزن، ولا أذى، ولا غم، حتى الشوكة يشاكها إلا كفر الله بها من خطاياه([12])"حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو کوئی بیماری، تکلیف، تھکاوٹ، غم ہریشانی یا ایذا لاحق نہیں ہوتی یہاں تک کہ اسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے عوض اس مومن کے گناہ معاف کر دیتا ہے" بہت سی احدیث نبویہ ﷺ میں آزمائشوں کے بارے میں بتایا گیا ہے۔کیونکہ سب سے زیادہ ابتلاءات کا سامنا انبیاء کرام کو رہا ہے۔جتنی تکالیف انہوں نے دین کی راہ میں برداشت کیں ہیں کسی دوسرے انسان نے نہیں کی۔وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ

أُوذِيتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى أحد[13] "حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ کی راہ میں جتنا ڈرایا گیا کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا، اللہ کی راہ میں جتنی اذیتیں مجھے دی گئی اور کسی کو نہیں دی گئیں"

ابتلاءت کی حکمتیں

قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں ابتلاءت کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ کچھ ابتلاءت دنیاوی مقاصد کا حصول ہیں اور کچھ اخروی درجات کے حصول کا باعث بنائی گئیں ہیں۔

اجر عظیم

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ[14] "اور جان لو کہ تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہے" آزمائش کو برداشت کرنا اور اس پر صبر کرنا انسان کے لئے سربلندی کا باعث ہے جو اللہ تعالی نے اپنے انبیاء کرام اور مومنین کو عطا فرمایا ہے اور لوگوں کو اس بات کی خوشخبری بھی دی ہے کہ اگر تم آزمائش پر صبر کروگے تو میں تمہیں احسن الجزاء عطا کروں گا۔ وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ۭ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا[15] "اور جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے کئی باتوں میں آزمایا تو اس نے انہیں پورا کیا تو ہم نے کہا ہم تمہیں تمام لوگوں کا پیشوا بنائیں گے" آیات مبارکہ میں ابراہیمؑ کی ابتلاءت کا ذکر ہے کہ جب وہ اللہ کی آزمائشوں میں پورے کامیاب رہے تو اللہ کریم نے ان کو پوری انسانیت کی امامت جیسے اعلی انعام سے نوازا۔ یعنی جو صبر کرے گا اسکے عوض ساری دنیا میں باعزت بنایا جائے گا۔

گناہوں کا کفارہ

انسان پر جتنی بھی آزمائشیں آتیں ہیں وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بنادی جاتی ہیں بشرطیکہ وہ اس پر صبر کرے۔ عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعًا: ما يزَال البَلاء بِالمُؤمن والمُؤمِنة في نفسه وولده وماله حتَّى يَلقَى الله تعالى وما عليه خَطِيئَة[16] "ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اولاد اور مال میں مصائب آتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس حال میں اللہ سے ملتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ باقی نہیں ہوتا" أبشري يا أم العلاء، فإن مرض المسلم يذهب الله به خطاياه كما تذهب النار خبث الذهب والفضة".[17] "سیدہ ام العلا رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں بیمار تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے اور فرمایا: "ام العلا! خوش ہو جا، اللہ تعالیٰ مسلمان کے مرض کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ سونے اور چاندی کی کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے۔" آزمائشیں انسان کے لئے اس لئے بھی نعمت کا باعث ہیں کہ وہ بندے کے گناہوں کی معافی کا سبب بنتی ہیں۔

قرب الٰہی کا حصول

ابتلاءت بندے اور رب کے تعلق کو مضبوط کرتیں ہیں۔ جب بندہ مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنی پریشانی کا حال اپنے رب کو بیان کرتا ہے کیونکہ وہ اپنی کمزوری اور بے بسی سے اچھی طرح واقف ہے اسی لئے وہ اپنے اردگرد کسی ایسی ذات کو نہیں پاتا جو اس کی پریشانی کو ختم کرے اسی لئے وہ اپنی تکالیف، مصائب اور مشکلات صرف اپنے رب کو بیان کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلسل ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے اس نیک عمل کے بدلے اسے اپنی قربت بھی عطا فرماتا ہے اور پریشانی بھی دور کر دیتا ہے۔ جیسے قرآن کریم میں تمام انبیاء کرام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ جب حضرت آدمؑ پریشان ہوئے تو اپنے رب کو پکارا۔ حضرت یونسؑ جب مچھلی کے پیٹ میں ڈرنے لگے تو انہوں نے بھی اپنے رب کا پکارا اور حضرت ہاجرہ جب ویرانے میں پریشان ہوئیں تو انہوں نے بھی اپنے رب کا پکارا اور ان کے رب نے انہیں اکیلا نا چھوڑا بلکہ ان کی استقامت کو دیکھتے ہوئے ان کی پریشانی بھی دور فرمائی اور ان کا نام رہتی دنیا تک بھی سنہری حروف میں لکھ دیا۔

قرآن کریم میں انبیاء کرام کی ابتلاءت کے نظائر

اللہ کریم نے قرآن مجید میں بندوں کی ابتلاءت کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ہم بندے کو ضرور آزمائیں گے مختلف طریقوں سے آزمائیں گے۔ آزمائش کی بھی مختلف اقسام کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۗ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ [18] "اور ہم تمہیں کسی نا کسی طریقے سے ضرور آزمائیں گے، دشمن کے ڈر سے بھوک سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے" آیت مبارکہ سے واضح ہے کہ آزمائش سے کوئی بھی مبرا نہیں ہوگا ہر کسی کو آزمایا جائے گا۔ انبیاء کرام میں سے کسی کو مال و دولت سے نواز کر اور کسی سے واپس لیکر، کسی کو اولاد دیکر اور کسی سے واپس لیکر، کسی کو رزق کی فراوانی دیکر اور کسی کو رزق کی کمی دیکر، کسی کو بادشاہت دیکر اور کسی کو غلامی دیکر، کسی کو لوگوں پر حکمرانی دیکر اور کسی کو لوگوں کی طرف سے خوف دیکر آزمایا گیا۔ یعنی انبیاء کرام کو مختلف طرح کی آزمائشوں میں مبتلا کر کے آزمایا گیا ہے۔ اس قرآنی آیت کے حوالے سے جن ابتلاءت کا سامنا انبیاء کرام کو رہا ان کی تین اقسام سامنے آتیں ہیں جن میں روحانی ابتلاءت، جسمانی ابتلاءت اور معاشرتی ابتلاءت شامل ہیں۔

روحانی ابتلاءت کے نظائر

تمام انبیاء کرام باطنی راستوں کے راہی ہیں انہیں جتنی بھی ابتلاءت میں مبتلا کیا گیا اس کا تعلق خصوصا روحانی مقام ہی سے تھا لیکن چند انبیاء کو ایسی آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا جو براہ راست ان کی روحانی ترقی کا باعث بنی۔ جیسے حضرت آدمؑ کو شجر ممنوعہ کے ذریعے آزمایا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو تخلیق کیا اور ان کی پسلی سے ان کی زوجہ حضرت حوا کو پیدا کیا۔ فرمان الٰہی ہوا: وَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ

الظّٰلِمِيْنَ(19)" ہم نے کہا اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو کھاؤ پیو لیکن اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ ظالموں میں سے ہو جاؤ گے "بس یہی حضرت آدمؑ کی وہ آزمائش تھی جس کی وجہ سے انہیں جنت سے خروج دیا گیا ۔ اللہ عالم الغیب ہے وہ کل کائنات کا مالک ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون کس فطرت کا ملک ہے اور اس نے قبل از پیدائش ہی ہر انسان کی قسمت لکھ دی ہے ۔ لیکن انسان کو اختیار بھی دیا ہے کہ وہ اپنی عقل سے جو چاہے کرے چاہے تو خیر کا راستہ اختیار کرے اور چاہے تو شر کا راستہ اپنائے ۔ حضرت آدمؑ کو بھی اللہ تعالی نے کسی مخصوص شجر کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا لیکن شیطان نے انہیں وسوسہ ڈالا کہ اس درخت میں ابدی حیات کا راز ہے اس لئے تم اس درخت کا پھل ضرور کھاؤ ورنہ جنت سے نکال دیے جاؤ گے اور وہ اس کے بہکاوے میں آ گئے ۔ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَآ اٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى(20)" پھر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا کہا اے آدم کیا میں تجھے ہمیشگی کا درخت بتاؤں اور ایسی بادشاہت جو کبھی کم نا ہو" شیطان نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈالا کہ اگر تم جنت سے نکال دیے گئے تو دیدار الہی سے محروم ہو جاؤ گے لہذا حضرت آدمؑ اس کے فریب کے دام میں پھنس گئے ۔ فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيْهِ ۖ وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۖ وَلَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ(21)" پھر شیطان نے ان کو وہاں سے ڈگمگایا پھر انہیں اس عزت و راحت سے نکلوا دیا جس میں وہ تھے اور ہم نے کہا تم اترو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو اور تمہارے لئے ٹھکانہ ہے اور سامان ایک وقت معین تک " شجر ممنوعہ کو چھوتے ہی حضرت آدمؑ اور حواؑ کو حکم ہوا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ حالانکہ اللہ تعالی نے تو انہیں زمین ہی کے لئے پیدا کیا تھا لیکن انہیں لگا کہ یہ ہماری خطا کی سزا دی گئی ہے لہذا حضرت آدمؑ ایک طویل عرصہ تک اپنے رب سے اس خطا پر استغفار کرتے رہے اور گریہ وزاری کرتے رہے آخر کار اللہ کریم نے ان کی خطا کو معاف فرما دیا۔

ابراہیمؑ کی روحانی ابتلاء

حضرت ابراہیمؑ کی ساری حیات ابتلاءت میں ہی گزری انہیں باقی انبیاء کرام کے مقابلے میں زیادہ ابتلاءت کا سامنا رہا۔ ان کی سب سے بڑی آزمائش یہ تھی کہ اللہ تعالی نے انہیں اپنے لاڈلے اور پیارے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ان کی استقامت پر دنیا کی ساری وفائیں قربان کی جائیں تو بھی ان کی ایک قربانی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ کئی روز تک انہیں خواب میں کہا گیا کہ اپنی سب سے زیادہ پیاری چیز اللہ کی راہ میں قربان کریں۔ آپؑ نے بہت سارے مویشی جو آپؑ کے پاس تھے اللہ کی راہ میں قربان کئے لیکن تین روز کے بعد بھی وہی حکم ملا تو بہت زیادہ سوچ میں پڑ گئے پھر اللہ تعالی نے ان کے دل میں یہ بات القاء فرمائی کہ آپ کی سب سے زیادہ پیاری چیز بیٹا ہے جو بڑھاپے میں عطا کیا گیا ہے لہذا آپؑ نے اس بات کا ذکر اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ جو ابھی بہت چھوٹے تھے کیا لیکن انہوں نے بلا تردد اللہ تعالی کا حکم ماننے کی نصیحت کی کیونکہ وہ بھی اللہ کے پیغمبر تھے لہذا آپؑ نے

اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل کی۔ جس کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْىَ قَالَ يَا بُنَيَّ اِنِّىٓ اَرٰى فِى الْمَنَامِ اَنِّىٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۚ قَالَ يَآ اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِىٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ(22) " پھر جب وہ ان کے ہمراہ چلنے پھرنے لگا کہ اے بیٹے بے شک میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں پس دیکھ تیری کیارائے ہے کہا اے ابا جو حکم آپ کو ہوا ہے کر دیجئے آپ مجھے ان شااللہ صبر کرنے والوں میں پائیں گے" یہ آیت مبارکہ واضح کرتی ہے کہ حضرت اسماعیلؑ ابھی کم سن ہی تھے کیونکہ چلنے پھرنے کے لائق ہونے کا مطلب شیر خوارگی کی عمر سے بعد کا دور ہی ہے۔ لیکن اتنی کم عمری میں بھی اللہ تعالی نے انہیں بصیرت عطا فرمائی تھی کہ اپنی جان کی کوئی پروا نہیں کی بلکہ اللہ کے حکم کو پورا کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے بھی حکم الہی کی پیروی کرتے ہوئے بیٹے کی گردن پر چھری پھیر دی لیکن حکمت الہی کا تقاضا ان کی جان لینا نہیں تھا بلکہ حضرت ابراہیمؑ کے تقوی کو پرکھنا تھا سو وہ بحکم الہی اس آزمائش میں کامیاب رہے اور حکم الہی ہوا۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ وَنَادَيْنَاهُ اَنْ يَّآ اِبْرَاهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا(23) "پس جب دونوں نے تسلیم کر لیا اور اس نے پیشانی کے بل ڈال دیا اور ہم نے اسے پکارا اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا" اللہ رب العالمین نے ان کے ایمان کی پختگی اور حد کو پرکھ لیا اسی لئے فرمایا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ آپؑ نے صرف رب سے محبت کا دعوی ہی نہیں کیا بلکہ اس محبت میں ہر قربانی دی سو اللہ کریم نے انہیں بطور انعام اپنا خلیل ہونے کا لقب عطا فرمایا۔ اسی لئے آپؑ کو امتہ، حنیف اور عامتہ الناس کے القابات سے بھی نوازا اور بطور انعام پوری انسانیت کی امامت بھی عطا فرمائی۔ فرمان الہی ہوا: قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا(24) " فرمایا ہم تمہیں لوگوں کا امام بنائیں گے " اسی لئے آج تک پوری امت مسلمہ حضرت ابراہیمؑ ہی کی سنت کی پیروی کرتے ہوئے عید قربان مناتی ہے اور مناسک حض بھی انہی کے طریقے سے ادا کئے جاتے ہیں۔

جسمانی ابتلاءت کے نظائر

بعض انبیاء کرام کو اللہ تعالی نے جسمانی تکالیف میں مبتلا کیا اور انہیں لوگوں کے لئے باعث فخر بنایا کیونکہ ان کی ابتلاءت سے پہلے اور بعد میں شکران نعمت کی عادت نے شیطانی قوتوں اور کفران نعمت کرنے والوں کو حیران کر دیا۔ ان کی یہ جسمانی ابتلاءت بہت اذیت ناک اور تکلیف کا باعث تھی لیکن انہوں نے اس تکلیف کے عالم میں بھی استقامت کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالی نے ان کی شکر گزاری کے بدلے انہیں اس جسمانی آزمائش سے بھی نکالا اور انہیں پہلے سے زیادہ نعمتیں عطا فرمائی۔

حضرت یونسؑ کی جسمانی ابتلاء

حضرت یونسؑ کو عراق کی سرزمین نینوی کے لوگوں کی طرف بھیجا گیا۔ آپؑ طویل عرصہ تک لوگوں کو دین کی دعوت دیتے رہے لیکن وہ بت پرستی پر قائم رہے اور ایک لمبے عرصے تک تبلیغ کرنے کے باوجود ان میں سے کسی نے بھی حضرت یونسؑ کی

بات نامانی اور اپنی زندگی میں مصروف رہے۔ حضرت یونسؑ کو جب لگا کہ یہ کبھی بھی ایمان نہیں لائیں گے تو انہوں نے اس بستی کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور وہاں سے دور جانے کے لئے ایک کشتی میں سوار ہوگئے۔ دریا کے درمیان میں جانے کے بعد کشتی ہچکولے کھانے لگی قریب تھا کہ ڈوب جاتی۔ وہاں کی روایات کت مطابق کشتی میں سوار لوگوں نے فیصلہ کیا کہ کشتی میں سے کسی ایک شخص کو دریا میں پھینک دیا جائے اسی غرض سے انہوں نے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت یونسؑ کا نام آیا۔ پس انہوں نے حضرت یونسؑ کو کشتی سے کود جانے کا کہا جب آپؑ دریا میں کودے عین اسی وقت ایک بہت بڑی مچھلی نے پیغمبر یونسؑ کو نگل لیا لیکن اللہ تعالی نے مچھلی کو وحی کی کہ یہ ہمارا پیغمبر ہے ہم نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری تمہیں سونپی ہے لہذا انہیں کسی قسم کی چوٹ مت پہنچانا۔ حضرت یونسؑ نے جب مچھلی کے پیٹ میں بہت زیادہ اندھیرا محسوس کیا تو پریشان ہوگئے۔ لیکن اللہ تعالی نے ان کی حفاظت فرمائی اور ان کے دل کو تسلی دی۔ حضرت یونسؑ ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے اسی لئے اللہ تعالی نے انہیں واپس ان کی بستی میں صحیح سلامت پہنچا دیا۔ قرآن کریم میں ہے:وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمَاتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ[25] "اور یاد کرو مچھلی والے کو جب (وہ اپنی قوم سے) غصہ ہو کر چلا گیا پس خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے پھر اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو بے عیب ہے، بے شک میں ناانصافوں میں سے تھا پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم ایمان داروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں" حضرت یونسؑ سخت ذہنی اور جسمانی اذیت میں کئی روز تک مبتلا رہے۔ مچھلی کا پیٹ جہاں نا ہوا، نا روشنی اور نہ ہی کوئی خوراک تھی لیکن اس تکلیف میں بھی پیغمبر یونسؑ نے اپنے رب کا ذکر بلند کرنا ترک نہیں کیا بلکہ دعا کی کہ میرے پروردگار اگر مجھ سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہے جس کے عوض تو نے مجھے اس پریشانی میں مبتلا کیا ہے تو مجھے معاف فرمادے سو اللہ تعالی نے ان کی التجاؤں اور ذکر کو قبول فرمالیا اور مچھلی کو وحی کی تو مچھلی نے انہیں صحیح وسلامت دریا کے کنارے لوٹا دیا۔

حضرت ایوبؑ کی جسمانی ابتلاء

حضرت ایوبؑ بھی انبیاء کی لڑی میں سے ہیں اللہ تعالی نے انہیں دنیا کی تمام نعمتوں سے نوازا ہوا تھا۔ بہت زیادہ مال و مویشی، بے حساب رزق، پھلوں اور اشیاء خورد ونوش کی حد سے زیادہ فراوانی اور بہت سارے نوکر چاکر عطا کئے تھے۔ لیکن ان سب فراوانیوں کے باوجود اللہ تعالی نے انہیں ذکر اور شکر کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ آپؑ ہر وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے اور اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں کی شکر گزاری کرتے رہتے۔ لیکن حسب معمول اللہ تعالی کو آپؑ کی ابتلاء مقصود ہوئی تا کہ کفران نعمت اور بے ایمان لوگوں کے لئے مثال قائم کی جائے کہ اللہ کے پیارے صرف خوشحالی ہی میں رب کو یاد نہیں کرتے بلکہ پریشانی میں ان کی شکر گزاری مزید بڑھ جاتی ہے۔ ان کی یہی ادا ان کے خالق کو بہت زیادہ پسند ہے۔ حضرت ایوبؑ کو انتہائی مہلک

جسمانی بیماری لاحق ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس بیماری سے آپؑ کا سارا بدن مفلوج ہو گیا اور جسم کا گوشت بوسیدہ ہو کر جھڑنے لگا ۔اٹھنے بیٹھنے کے قابل نا رہے تمام مال جاتا رہا، اولاد مکان گر جانے کی وجہ سے فوت ہو گئی اور غربت کی وجہ سے سب دوست احباب اور رشتے دار چھوڑ گئے۔ بیماری کی وجہ سے لوگ آپؑ سے گھن کھانے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے آپؑ کو کچرے کت ڈھیر پر گرا دیا۔ صرف ان کی بیوی ہی تھی جو انہیں سنبھالتی اور ان کا خیال رکھتی باقی سبھی طعنے دیتے لیکن آپؑ نے زبان سے کوئی شکوہ نا کیا بلکہ پہلے سے زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگے۔ ایک دن جب حضرت ایوبؑ کے بھائی انہیں دیکھنے آئے تو آپؑ کی یہ حالت دیکھ کر کہنے لگے ضرور تم نے اللہ کو ناراض کرنے کا کام کیا ہو گا اسی لئے تمہاری یہ حالت ہے۔ یہ سن کر آپؑ کو بہت تکلیف ہوئی پھر آپؑ نے اللہ تعالی سے دعا کی: وَ اَیُّوۡبَ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیۡ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنۡتَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ(26)"اور ایوب کا قصہ یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف چھو رہی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے" آپؑ نے اللہ تعالی سے التجا کی اے میرے رب میں بہت شدید تکلیف محسوس کر رہا ہوں بے شک تو میرے حال سے خوب واقف ہے اور میری تکلیف کو تیرے سوا کوئی دور نہیں کر سکتا تو بڑا رحمن و رحیم ہے میری تکلیف کو دور فرما دے۔ ان کی صبر کی حد ہو چکی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے رب کا شکوہ نہیں کیا اور اسی سے امیدیں وابستہ رکھی۔ فرمان الہی ہے: وَ اَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ(27)" اور ہم نے انہیں اپنے دامن رحمت میں داخل کیا۔ بے شک وہ نیکو کاروں میں سے تھے " اللہ تعالی نے فرمایا ہم تمہارے صبر کے عوض تمہیں تمام لوگوں میں ممتاز کریں گے اور تم پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیں گے۔ ان کے صبر کے بدلے انہیں عالمین کے لئے خوبصورت مثال بنا دیا حالانکہ حضرت ایوبؑ شدید ذہنی، جسمانی اور قلبی تکلیف میں مبتلا تھے۔ زبان کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ بھی محفوظ نا تھا اس کے باوجود اللہ تعالی سے یہ دعا کرتے تھے کہ میرے رب میری زبان کو بیماری سے محفوظ رکھنا تا کہ میں تیرا ذکر اور شکر کرتا رہوں۔ ابتلاء ایوبؑ ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ اہل ایمان مصائب و مشکلات، تکالیف اور آزمائش کسی بھی حال میں اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتا۔

معاشرتی ابتلاءات

تمام انبیاء کرام کو سب سے زیادہ تکالیف معاشرے کی طرف سے دی گئی۔ انہیں بہت زیادہ ستایا اور پریشان کیا گیا۔ تا کہ وہ تنگ آکر دین حق کی تبلیغ کرنا چھوڑ دیں۔ حضرت آدمؑ سے لیکر نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ تک سبھی انبیاء کرام کو معاشرے نے پریشان کیا۔ ان کا مذاق اڑایا گیا، ان کی تضحیک کی گئی۔ انہیں دین کی تبلیغ سے روکنے کے لئے طرح طرح کے شیطانی ہربے آزمائے گئے۔ ان تکالیف دینے والوں میں ان کے اپنے دوست احباب اور رشتے دار بھی شامل تھے۔

حضرت یوسفؑ کی ابتلاء

حضرت یوسفؑ کو بچپن ہی سے نبوت کی نوید سنائی گئی۔ جب انہیں خواب میں چاند، ستاروں اور سورج کو سجدہ کرتے رکھایا گیا۔ سورہ یوسف میں ہے: اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَعَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ۝ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ رُءۡیَاکَ عَلٰۤی اِخۡوَتِکَ فَیَکِیۡدُوۡا لَکَ کَیۡدًا[28] "جب یوسف (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے والد گرامی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں کو اور سورج اور چاند کو دیکھا ہے، میں نے انہیں اپنے لئے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! اپنا یہ خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی پُر فریب چال چلیں گے" حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹے یوسفؑ سے ان کی بزرگی کو دیکھتے ہوئے بہت زیادہ محبت کرنے لگے یہ بات ان کے بھائیوں کو تکلیف میں ڈال گئی اور انہوں نے ان کے خلاف سازش رچی۔ دراصل وہ یوسفؑ کو اپنے والد سے دور کرکے والد کی محبت حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے یوسفؑ کو کنویں میں پھینک دیا اور پھر کسی قافلے والوں کو بیچ دیا۔ یوں حضرت یوسفؑ اپنے ہی بھائیوں کی طرف سے ابتلاء کا شکار ہوئے۔ یہ ابتلاء اتنی طویل ہوئی کہ حضرت یوسفؑ بچپن سے بڑھاپے کی طرف گامزن تھے جب اپنے خاندان سے دوبارہ ملے۔ فَلَمَّا ذَهَبُوۡا بِهٖ وَ اَجۡمَعُوۡۤا اَنۡ یَّجۡعَلُوۡهُ فِیۡ غَیٰبَتِ الۡجُبِّ ۚ وَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمۡ بِاَمۡرِهِمۡ هٰذَا وَ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ ۝ وَ جَآءُوۡۤ اَبَاهُمۡ عِشَآءً یَّبۡکُوۡنَ [29] "پھر جب وہ اسے لے گئے اور سب اس پر متفق ہوگئے کہ اسے تاریک کنویں کی گہرائی میں ڈال دیں تب ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی: (اے یوسف! پریشان نہ ہونا ایک وقت آئے گا) کہ تم یقیناً انہیں ان کا یہ کام جتلاؤ گے اور انہیں (تمہارے بلند رتبہ کا) شعور نہیں ہوگا اور وہ (یوسف علیہ السلام کو کنویں میں پھینک کر) اپنے باپ کے پاس رات کے وقت (مکاری کا رونا) روتے ہوئے آئے" حضرت یوسفؑ کو قافلے کے لوگ اپنے ساتھ مصر لے گئے باعث تکلیف یہ بات تھے کہ حضرت یوسفؑ کو غلام بنا کر فروخت کر دیا گیا۔ آپؑ مصر کے ایک شاہی خاندان میں غلامی کی زندگی بسر کرتے رہے جہاں آپؑ کو اس سے بھی سخت ابتلاءات کا سامنا ہوا جب عزیز مصر کی بیوی آپؑ پر فریفتہ ہوگئی اور آپؑ نے جب اس کی بات نہ مانی تو اس نے آپؑ کو قید کروادیا جہاں آپؑ تقریباً بارہ سال رہے۔

آقا دو جہاں ﷺ کی معاشرتی ابتلاء

تمام انبیاء کرام کی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی اذیتوں اور آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے راہ حق میں جتنا مجھے ستایا گیا اتنا کسی کو بھی نہیں ستایا گیا۔ جب آپ ﷺ دین کی تبلیغ کے لئے طائف تشریف لیکر گئے تو وہاں کے بدبخت لوگوں نے آپ ﷺ کی بات نا سنی، مذاق اڑایا اور بے حرمتی کی۔ صرف اسی پر اکتفا نا کیا بلکہ پورے شہر کے اوباش لڑکے آپ ﷺ کے پیچھے لگا دیے جو آپ ﷺ کو زود و کوب کرنے لگے۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ انہوں نے آپ ﷺ کو پتھر مارے جس سے آپ ﷺ کا جسم اطہر زخمی ہو گیا اور خون بہنے لگا۔ خون اتنا بہا کہ آپ ﷺ کے نعلین مبارک خون سے بھر کر پاؤں کے

ساتھ چپک گئے۔ یہ حالت دیکھ کر اللہ تعالی نے فرشتہ بھیجا جس نے آپ ﷺ سے کہا یارسول اللہ ﷺ اگر آپ کہیں تو میں ان کم بختوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا ایسا مت کرنا کیا ہوا کہ یہ کفر پر تلے ہوئے ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ ان کی اولاد میں سے ضرور کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو میری بات سنیں گے اور ایمان لائیں گے۔

خلاصہ بحث

اللہ تعالی نے تمام انبیاء کرام کو آزمائشوں میں مبتلا کیا اوران ابتلاءت کو ان کے لئے باعث بخشش وفخر، بلندی درجات، اور قربت کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ انبیاء کرام کی ابتلاءت کو بندوں کے سبق کے لئے قرآن کریم میں تفصیلا بیان بھی فرمایا تاکہ بعد میں آنے والے لوگ ان کی سیرت طیبہ سے سبق حاصل کریں ضروری نہیں کہ ابتلاءت کسی گنہگار بندے پر ہی آئیں بلکہ اللہ تعالی تو اپنے، قربین کو ابتلاءت میں مبتلا کرتا ہے تاکہ ان کے ایمان کو مزید پختگی حاصل ہو اور وہ اللہ تعالی کا ہر حال میں شکر ادا کرنا سیکھیں۔ تمام انبیاء کو آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا وہ سب کے سب کامل ایمان والے ثابت ہوئے نا انہوں نے اللہ تعالی سے کوئی شکوہ کیا اور ناہی ناشکری کی کیونکہ انہوں نے اپنے رب کی رضا میں سہنے کا خود سے وعدہ کیا ہوا ہے بلکہ جب بھی انہیں کوئی تکلیف پہنچی تو انہوں نے کہا میرے مالک تو ہی ہمارا خالق و پروردگار ہے ہم اور ہماری ساری مال و دولت تیری ہی دین ہے اگر تو اسے واپس لے گا تو اس میں تیری طرف سے کوئی نا کوئی حکمت یا مصلحت ضرور ہو گی تو بس ہمیں اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرمالے۔ ان کی اس عاجزی و توکل نے ان کے رب کے ہاں سے مزید عزت اور قربت والا بنا دیا۔

References

[1] Muhammad Murtza al-Zubaidi,(1205مAH),Tāj al-'Urūs Min Jawāhir al-Qāmūs (Al-kuwait2008AD),(Bazail mada ا ب ت

[2] Khalīl ibn Aḥmad Farāhīdī (718 – 786 CE) *Kitāb al-'Ayn (Dar Al Fikr) Lubnani1408AH, (Bazail mada* ا ب ت

[3] Ibn Manzur al-Afriqi(711مAH), *Lisān al-Arab* (Beirut: Dār Sadir, 1414AH),(Bazail mada: ا ب ت

[4] Bala baqi, Roohe Dafeer, Al-Morid al-Wsit,(Beirut: Dār al-Ilm li al-malayyīn, 1990AD) (Bazail mada: ن ظ ر

[5] Al-Anbia 21: 35

[6] Al-Baqara 2: 124

[7] Al-Baqara 2:49

[8] Al-Baqara 2:249

[9] Al-Ankabut 29: 2

[10] Al-Baqara 2:155

[11] Al- Baqara 2:156

[12] Muhammad Ibn Ismā'īl al-Bukhārī (256مAH), Al-Jamia al-sahih al-Bukhārī(Beirut: Dār al-Qalam, 1401 AH), 75.

[13], Muhammad Ibn Jarir al-Tabrī (310مAH) Jām' Al-Biayān 'an Tā'vīl Āy al-Qurān (Beiru: Dār Al-Marifa, 1409AH), 1:204.
[14] AL-Anfaal 8:28
[15] Al-Baqara 2:124
[16] Ibn Majah Muhammad Ibn Yazid (273مAH) al-Sunan (Beirut: Dār al-Kutab al-ilmiyya, 1419AH), kitab al-Maraz, 20.
[17]Al-Bukhārī, kitab al-marz,1:26.
[18] Al-Baqara 2: 155
[19] Al-Baqara 2: 36
[20] Taha 20:120
[21] Al-Baqara 2: 35
[22] Al-Safaat 37:102
[23] Al- Safaat 37: 1-3
[24] Al-Baqara 2:124
[25] Al-Anbia 21: 87
[26] Al- Anbia 21:83
[27] Al-Anbia 21:86
[28] Al-Yusuf 12:4
[29] Al-Yusuf 12:15